رسائل و مسائل

مقروض کی زکوٰۃ

میرے پاس رہائش کے لیے کشادہ اور آرام دہ مکان' مناسب فرنیچر اور دیگر گھریلو سامان کے علاوہ دو عمدہ کاریں بھی ہیں' فریج اور واشنگ مشین کا اچھا کاروبار بھی ہے اور بیوی کے پاس ۲۰' ۲۲ تولے سونے کا زیور بھی ہے مگر اس شان و شوکت کے لیے میں مقروض بھی ہوں اور کافی بڑا قرضہ ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اگر مالیت سے زیادہ رقم کا قرض ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ مسئلہ تو آپ ہی لوگ بتا سکتے ہیں لیکن دل میں کبھی کبھی کھٹک ہوتی ہے کہ زکوٰۃ دینا چاہیے۔ آپ یہاں کے حالات سے واقف ہیں' بتایئے مجھے کیا کرنا چاہیے؟

رہائش کے مکان' فرنیچر' گھر میں استعمال کے سامان اور استعمال کی کاروں پر زکوٰۃ نہیں ہے البتہ بیوی کے زیور پر زکوٰۃ ہے' بیوی کو اس کی فکر رکھنا چاہیے اور ہر سال پابندی سے زکوٰۃ ادا کرنا چاہیے۔ بیوی کی طرف سے آپ نے اگر ادائیگی کا ذمہ لے لیا ہے' تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ فریج اور واشنگ مشین وغیرہ کے نفع بخش کاروبار کا باقاعدگی سے ہر سال کا حساب بنایئے اور لازماً اہتمام کے ساتھ زکوٰۃ ادا کیجیے۔ جس مال سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اس مال میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت دیتا ہے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا سخت عذاب ہے۔

آپ کو جو یہ معلوم ہے کہ مقروض' قرضے کی رقم منہا کرنے کے بعد اگر صاحب نصاب رہتا ہے تب ہی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے' بالکل صحیح معلوم ہے' مگر آپ کے قرض کا معاملہ اتنا سادہ سا نہیں ہے۔

آپ انتہائی خوشحالی اور عیش و راحت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ کو دیکھ کر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ خدانخواستہ آپ مفلس ہیں اور زکوٰۃ دینے کے لائق نہیں ہیں۔ ماشاء اللہ عظیم الشان' کشادہ اور عیش و راحت کی سہولتوں سے آراستہ مکان بھی ہے' وسیع نفع بخش کاروبار بھی ہے' دو خوب صورت کاروں کے بھی آپ مالک ہیں اور بیوی کے پاس سونے کے زیورات بھی ہیں۔ ایک خوشحال انسان کے پاس جو کچھ ہو سکتا ہے' وہ سب کچھ نہایت فراوانی کے ساتھ آپ کے پاس ہے۔

البتہ یہ قابل افسوس امر ہے کہ آپ نے قرض لے رکھا ہے' اور بہت بڑا قرض لے رکھا ہے۔ لیکن یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ نے جو قرض لیا ہے' اس وجہ سے نہیں لیا ہے کہ آپ ضرورت مند ہیں اور

اپنی خستہ حالی اور معاشی پریشانی سے مجبور ہیں۔ آپ کی ضرورتیں تو قرض لیے بغیر بھی پوری ہو رہی ہیں' لیکن آپ معیار زندگی کو بلند سے بلند کرنے' اور خوشحال سے خوشحال تر بننے کے لیے قرض لیے ہوئے ہیں اور طویل المیعاد اس قدر قرضہ لیے ہوئے ہیں کہ فی الوقت جو مال و ملکیت آپ کے پاس ہے' اس سے قرض زائد ہے۔ یوں قرض کے ایک ایسے جال میں آپ نے خود کو پھنسا لیا ہے کہ زندگی بھر کے لیے آپ اس سے نجات نہ پا سکیں گے' البتہ عیش و عشرت کی خوشحال زندگی آپ گزارتے رہیں گے۔

ان حالات میں اگر کبھی کبھی آپ کو یہ کھٹک محسوس ہوتی ہے کہ آپ کو زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے تو اللہ کا شکر ادا کیجیے کہ آپ کے دل میں ایمان موجود ہے اور ضمیر زندہ ہے۔ آپ زکوٰۃ ادا کرتے رہیے' صدقہ و خیرات ادا کرنے کی عادت بھی رکھیے اور شب کی تاریکی میں اپنے رب سے گریہ و زاری بھی کرتے رہیے کہ وہ آپ کو اس غلط قرض کی مصیبت سے نجات دے دے' آپ چاہے اوسط درجے کی زندگی گزارتے رہیں لیکن قرض اور سود کی لعنت سے بچ جائیں۔

اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ آپ بنک سے قرض لے کر ہی خوشحالی اور عیش و آرام کی زندگی گزار سکتے ہیں ورنہ تنگی اور عسرت ہی میں زندگی گزرے گی تو آپ کی یہ سوچ قطعاً" غلط ہے۔ آدمی کی خوشحالی اور عسرت اللہ کی طرف سے ہے۔ اس کا دارومدار اللہ کے فیصلے پر ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے: اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ (العنکبوت ۲۹:۶۲) "اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا اور جس کا چاہتا ہے' تنگ کر دیتا ہے"۔ رزق کی تنگی اور کشادگی کی بنیاد یہ نہیں ہے کہ آپ حلال ذریعہ اختیار کرتے ہیں یا حرام بلکہ تنگی اور فراخی کی بنیاد اللہ کی تقدیر ہے اور وہی جانتا ہے کہ کس کی تقدیر میں رزق کی کشادگی ہے' اور کس کی تقدیر میں رزق کی تنگی۔

البتہ آپ کے اختیار میں یہ ضرور ہے کہ آپ چاہیں تو حلال ذرائع سے روزی حاصل کریں یا حرام ذرائع سے۔ روزی کی تنگی اور کشادگی آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ اللہ نے آپ کے اختیار میں نہیں دیا ہے۔ یہ معاملہ اس نے صرف اپنے اختیار میں رکھا ہے البتہ یہ بات پورے طور پر آپ کے اختیار میں دے رکھی ہے کہ آپ اپنی مقدر روزی کو حاصل کرنے کے لیے حلال ذرائع بھی اختیار کر سکتے ہیں اور حرام ذرائع بھی۔ اسی اختیار میں آپ کی آزمایش ہے' حلال ذرائع اختیار کر کے آپ خدا کے وہ مطلوب بندے بنتے ہیں جس پر اللہ کی عنایات ہوتی ہیں' اور جس کو حیات طیبہ کی نعمت سے نوازا جاتا ہے اور حرام ذرائع اختیار کر کے آپ اللہ کی عنایت اور نظر کرم سے محروم ہو کر وہ زندگی گزارتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے' اور یہ حیات خبیثہ ہے۔ اللہ آپ کو اس زندگی سے محفوظ رکھے اور حیات طیبہ سے نوازے۔

آپ یہ عزم مصمم کر لیں کہ حلال روزی ہی حاصل کریں گے اور حرام کے قریب بھی نہ پھٹکیں گے تو

ہرگز یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ کی روزی تنگ ہی رہے۔ اگر اللہ نے آپ کی تقدیر میں کشادگی اور خوشحالی رکھی ہے تو لازماً آپ کو خوشحالی ہی حاصل ہو گی۔ کوئی وجہ نہیں کہ آپ تنگ دست رہیں۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اس کے حکم کی تعمیل میں حلال روزی ہی کا اہتمام کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ وہاں سے آپ کی رزق رسانی کا بندوبست فرمائے گا، جہاں آپ کی نگاہ بھی نہیں پہنچتی۔ اللہ کا ارشاد ہے اور اس سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا - وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ - وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ - اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ - قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق ۶۵:۲-۳) "جو شخص اللہ ے ڈرتے ہوئے زندگی گزارے گا اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو۔ جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے"۔

اللہ نے حق و باطل، حلال و حرام کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ جو شخص حق اور حلال پر ہی ہر حال میں عمل کرنے کا تہیہ کر لے گا وہی تو ہے جو تقویٰ کی زندگی گزار رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تقویٰ کی برکت سے اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دے گا اور اس کی روزی رسانی ان ان راہوں سے کرے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ پہنچے گا۔ حلال پر اکتفا کر کے اس کو رب پر بھروسہ کرنا چاہیے اور جو بھروسہ کرے گا وہ ہرگز مایوس نہ ہو گا، اللہ اس کے لیے کافی ہو گا، اس لیے کہ اللہ جب کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس فیصلے کے نفاذ میں آڑے نہیں آ سکتی۔

آپ کا یہ سوچنا کہ سود کی بنیاد پر تعمیر ہونے والی اس ملک کی معیشت میں سودی رقم لے کر ہی آپ آرام و راحت کی زندگی گزار سکتے ہیں، اور قرض پر قرض لے کر داد عیش دیتے رہنے ہی میں فراخی اور خوشحالی ہے، تو آپ کی سوچ غلط ہے۔ حرام سے خود کو بچائیے اور طے کیجیے کہ حلال طریقے سے ہی اپنے حالات کو سدھاریں گے تو اللہ کا آپ سے وعدہ ہے کہ وہ آپ کے لیے کافی ہے اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدے میں کون سچا ہو سکتا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ مقروض کو اپنا پورا قرضہ اپنے مال میں منہا کرنے کے بعد ہی زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔ اگر قرض منہا کرنے کے بعد بھی وہ صاحب نصاب باقی رہے۔ لیکن آپ نے خود کو مثالی خوش حال بنانے کے لیے اتنا کچھ لے رکھا ہے کہ اگر اس کا حساب کریں گے تو آپ کبھی شاید صاحب نصاب نہ رہیں۔ جب اس سہولت سے قرض مل سکتا ہو تو آپ اس مکان اور اس فرنیچر اور ان کاروں پر اکتفا کریں گے، خوب سے خوب تر کی طرف آپ کی حرص و ہوس آپ کو دھکیلتی رہے گی اور شاید حساب کی رو سے کبھی آپ صاحب نصاب قرار نہ پائیں لیکن آپ انتہائی خوشحالی اور کشادگی کی زندگی

گزارتے رہیں گے۔ آپ کا معاملہ اس مقروض سے مختلف ہے جو مجبوراً قرض لیتا ہے اور وہ واقعی ترس کھانے کے قابل ہوتا ہے۔ آپ مجبوراً قرض نہیں لے رہے ہیں بلکہ معیار زیست کو بلند کرنے کے لیے قرض لے رہے ہیں اور کچھ ایسے انداز سے زندگی کو ترتیب دے رہے ہیں کہ آپ کے ٹھاٹ باٹ بھی برقرار رہیں اور قرض بھی ادا ہوتا رہے۔ اس لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ اگر اللہ نے آپ کے اس شعور کو بیدار رکھا ہے کہ آپ کو زکوٰۃ کی فکر ہے تو آپ دیتے رہیے اور رب سے دعا کرتے رہیے کہ پروردگار مجھے اس غلط فکر اور تباہ کن عمل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ممکن ہے نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کو اس معاشی عذاب سے بھی بچالے۔ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اور اس کے حکم کے مطابق تقویٰ کی زندگی گزارنے کا حتمی فیصلہ کرلیتا ہے، اللہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور اللہ جس کی مدد پر ہو، اس کو کبھی ناکامی نہیں ہوتی۔ (محمد یوسف اصلاحی)

جہیز کا وراثت سے تعلق

ہماری اولاد تین بچیوں اور ایک بیٹے پر مشتمل ہے۔ میں ایک بیٹی کی شادی کرچکی ہوں اور دوسری کی تین ماہ بعد ان شاء اللہ ہو رہی ہے۔ میں اپنی بچیوں کو جو کچھ بھی دے رہی ہوں یہ بات ذہن میں رکھ کر دے رہی ہوں کہ میرے بیٹے کے ساتھ جایداد کے لیے کوئی نہ جھگڑے۔ اس موقع پر زیور اور گھر کے تمام سامان کے روپ میں بیٹی کا قانونی حق دے دوں، مگر کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ شادی کے موقع پر جہیز الگ چیز ہے اور جایداد کا حصہ الگ چیز ہے جبکہ ہماری اتنی طاقت تو نہیں کہ شادی پہ الگ دوں اور جایداد کا حصہ الگ۔ اس معاملے میں آپ سے مشورہ درکار ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر جو سامان دوں وہ "جہیز" کے نام پر نہ ہو بلکہ اس کا "قانونی حق" کر کے ادا کروں۔

جہیز کا تعلق وراثت سے نہیں ہے، نہ ہی یہ ایسا حق ہے جو ماں باپ کے مال میں حق وراثت کو ختم کرتا ہے۔ یہ بیٹی کا ایک اضافی اور مستقل حق ہے کہ جب وہ آپ کے گھر سے رخصت ہوتی ہے تو آپ کو چاہیے کہ کچھ ہدیوں اور تحفوں کے ساتھ (حسب توفیق) اسے رخصت کریں۔ آپ اپنے مالی حالات اور بچی کی حقیقی ضروریات کو سامنے رکھ کر ایک مناسب فہرست بنالیں اور پھر یہ دے کر اسے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کر دیجیے۔ جو کچھ دیں وہ اس تصور کے ساتھ دیں کہ یہ بیٹی کا اس موقع پر حق تھا، یہ حق تمام بیٹیوں اور بیٹوں کو ملے گا۔ آپ کا ایک بیٹا ہے تو اس کی شادی کے موقع پر اسے بھی حسب استطاعت یہ حق ملے گا۔ یہ ایک استثنائی حق ہے جو ہر ایک کے لیے ہے۔ اس کے بعد دیگر مواقع کے حقوق قائم رہیں گے۔ اس بنیاد پر کسی کو وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکے گا کہ اسے شادی کے موقع پر بہت کچھ دے دیا گیا تھا۔ شادی کے موقع پر دیا جانے والا حساب و کتاب میں نہیں آئے گا۔ زندگی میں کوئی اور موقع ایسا آجائے